

رہنمائے تدریس و تحقیق

(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی رسالہ ”فن دانشمندی“ کا اردو ترجمہ)

مولانا مدثر جمال تونسوی

عصر حاضر میں مختلف علمی موضوعات پر تحقیقات اور تعلیمی اداروں میں تدریس و تعلیم کے اصول و ضوابط ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور ”اصول الدارسة والتحقيق“ کے نام سے اس موضوع پر عربی اور انگلش میں بہت کچھ جب کہ اردو میں بہت کم اس موضوع پر لکھا گیا ہے۔ تدریس و تحقیق میں ان اصول و ضوابط کی رعایت رکھنا نہ صرف مفید ہے، بلکہ تعلیمی و تحقیقی معیار کو بہتر بنانے اور کوئی بھی عملی کام مستند، قابل اعتماد اور اقوام عالم سے منوانے کے لیے ان کی رعایت رکھنا ناگزیر ہے۔ اس فن نے مستقل حیثیت کب اختیار کی؟ اس بارے میں حتمی طور سے کچھ نہیں کہا جاسکتا، البتہ ہمارے برصغیر میں اس فن کو مستقل حیثیت سے مدون و مرتب کرنے کا اعزاز مسند الہند حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کو حاصل ہے۔ جس طرح شاہ صاحب کو ”فن حکمت شرعیہ“ کے ضبط و تدوین کا شرف امتیاز حاصل ہے اور اس فن میں ”حیۃ اللہ البالغہ“ جیسی شاہکار کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اسی طرح فن ”اصول الدارسة والتحقيق“ کو باقاعدہ مرتب کرنے کا اعزاز و شرف امتیاز بھی شاہ صاحب کو حاصل ہے۔

اس موضوع پر ”فن دانشمندی“ کے نام سے فارسی میں ایک مختصر مگر انتہائی مفید و جامع رسالہ تصنیف کیا ہے۔ یہ رسالہ پانچ صفحات پر مشتمل ہے اور ولی اللہی علوم و افکار کے نامور محقق حضرت صوفی عبدالحمید سواتی تو را اللہ مرقدہ نے حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کی کتاب ”تکمیل الافہان“ کے ساتھ آخر میں طبع کرایا ہے۔ اس طرح ہمارے علم کے مطابق اس ”فن“ کو سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب نے مدون کیا، بلکہ خود حضرت شاہ کی ابتدائی عبارت جو آگے آ رہی ہے، سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ فن دیگر فنون کے ساتھ خلط ہو چکا تھا اور خود شاہ صاحب کے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ اسے باقاعدہ علیحدہ سے مدون کیا جائے۔ یہ مختصر رسالہ انتہائی مفید اور علم و حکمت کا خزینہ ہے۔

ذیل میں اپنے طالب علم بھائیوں کے لیے اس کا آسان اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ بعض مقامات ترجمہ سے کما حقہ عل نہیں ہوئے، بلکہ ان کی توضیح و تشریح ضروری ہے مگر اہل علم اور ذی استعداد حضرات پھر بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے فی الحال محض ترجمہ ہی پیش کیا جا رہا ہے؛ کیونکہ یہ ضرب المثل تو آپ نے سنی ہوگی؛ مثلاً بدرک کلمہ لایترک کلمہ

آغاز ترجمہ رسالہ ”فن دانشمندی“ (فارسی) از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

الحمد لله ملهم الحکم، ومجزل النعم، والصلوة والسلام على أفضل من أوتي الكتاب وأفضل الخطاب وعلى الله وأصحابه الذين بلغوا شرافع الدين وبنوا التماما يحصل اليقين.

امابعد: فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم عرض گزار ہے کہ: بندہ نے ”فن دانشمندی“ اپنے والد سے حاصل کیا ہے اور ان کا سلسلہ سند اس طرح ہے:

شاہ عبد الرحیم از میر محمد زاہد بن قاضی اسلم ہروی از ملا محمد فاضل از ملا یوسف قرا باغی از میرزا جان از ملا محمود شیرازی از ملا جلال الدین دوانی از والد خود ملا اسعد بن عبد الرحیم از ملا مظہر الدین گازیرونی از ملا سعد الدین تفتازانی از قاضی عضد از ملا زین الدین از قاضی بیضاوی اور قاضی بیضاوی کی سند شیخ ابوالحسن اشعری تک کتب تاریخ میں مشہور و معروف ہے۔

بندہ نے فن دانشمندی، علم کلام اور علم اصول تینوں فنون باہم ملے جلے اسی سند سے حاصل کیے ہیں۔ اس سند کے تمام رجال صاحب تصنیف و تحقیق اور درس و تدریس میں مشغول رہے ہیں۔ صرف میرے والد محترم ایسے ہیں جو روحانی اشغال میں انہماک کی وجہ سے درس و تصنیف کا شغل اختیار نہ کر سکے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ”فن دانشمندی“ کو اصول و قواعد کے ساتھ ضبط کیا جائے اور اہل زمانہ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

تعریف: اگر آپ پوچھیں کہ ”فن دانشمندی“ سے کیا مراد ہے؟

جواب: میرا جواب یہ ہے کہ اس کا مطلب ”کتاب فہمی“ ہے۔

اور کتاب فہمی کے تین درجے ہیں:

اول: کتاب کا بغور مطالعہ کرے اور اس کے مطالب و مقاصد کو اچھی طرح دریافت کر لے۔

دوم: کتاب پڑھائے اور اس کی حقیقت شاگردوں کو سمجھائے۔

سوم: اس کتاب کی شرح یا اس پر حاشیہ تحریر کرے اور تفصیل سے کتاب کے مطالب و معانی کی تشریح و توضیح

پیش کرے۔

فائدہ: اگر آپ یہ سوال کریں کہ اس فن کو ضبط کرنے، یاد کرنے اور اس کی تحقیق میں کیا فائدہ ہے؟

جواب: میں کہتا ہوں اس میں دو فائدے ہیں:

اول: کتاب کا مطالعہ کرنے کا طریقہ معلوم ہوگا اور (ان رہنما اصولوں کی روشنی میں کیا جانے والا) مطالعہ اکثر اوقات درست ہوگا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب طالب علم فن صرف نحو اور علم لغت کی طرح اس فن دانشمندی کی رہنمائی میں کسی کتاب کا اولاً مطالعہ کرے گا، اس کتاب کی شرح اپنے سامنے رکھے گا، نیز اس کا مشفق استاد اپنے طریق تدریس سے ان قواعد و ضوابط کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دے گا، اس کے بعد ہر مقام میں کلام شارح کے علمی نکتے پر مطلع ہوگا تو ان اسباب و قرائن سے فہم کتاب کا سلیقہ پیدا ہو جائے گا، کیونکہ کلیات پر عبور حاصل کرنے کے بعد جزئیات کا احاطہ کرنا اور دیگر جزئیات کا سراغ لگانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً: ”فن عروض“ اس شخص کے لیے جو شعراء کے دواوین کی معرفت اور ان سے لگاؤ رکھتا ہو اور خود شعر کہتا ہو۔

دوم: جو بزرگ ”فن دانشمندی“ میں مستند و معتد شمار ہوتے ہیں، جیسا کہ اسی سند میں بہت سے علماء مذکور ہیں، انہوں نے فن دانشمندی اور علم کلام و علم اصول کو باہم خلط کر دیا ہے، جس سے ایک طالب علم کو ان علوم کے باہمی امتیاز میں مشکل پیش آتی ہے اور وہ ان تینوں علوم کی ہیئت اجتماعیہ ہی کو علم واحد شمار کرتا ہے، جیسا کہ اس زمانے کے اکثر خام طبع لوگوں کا حال ہے (اس عدم امتیاز کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ) انتشار اطراف کی وجہ سے علم کا اچھی طرح احاطہ نہیں کر سکتا اور اس نکتے (کہ فن دانشمندی، علم کلام و اصول سے الگ شے ہے) کی طرف ذہن منتقل نہ ہونے کی وجہ سے فن دانشمندی بھی اچھی طرح حاصل نہیں کر سکتا۔

تتمہ: فنون دانشمندی، علم سے جدا اور ممتاز چیز ہیں۔ جب وہ اس قاعدہ کو یاد کرے گا تو اس کے ذہن میں فنون دانشمندی سے ایک جامع، محدود و متمیز امر پیدا ہوگا اور ہر مقام میں ادنیٰ توجہ سے بھی مسائل علم کا جدا جدا ادراک کر لے گا اور ہر جانب سے ان کا احاطہ کر لے گا۔ وَمَا أَرِيدُ إِلَّا إِضْلَاحَ مَا انشَطَفَتْ وَمَا تُؤَيِّقِي إِلَّا بِاللَّهِ

جاننا چاہیے کہ جو استاد درایت و تحقیق سے اپنے شاگردوں کو کوئی کتاب پڑھانا چاہے اسے پندرہ باتوں کا لحاظ کرنا چاہیے۔ اسی طرح کسی کتاب کی شرح تحریر کرتے ہوئے بھی ان امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے:

۱- ضبط مشکل، یعنی عبارت میں کوئی اسم و فعل محل اشتباہ ہو تو اس کی حرکات (مثل زیر، زیر، پیش) اور سکنات بیان کرے۔

تتمہ: اسی طرح الفاظ کا منقوط و غیر منقوط ہونا بیان کرے، تاکہ غلط کتابت و تلفظ سے محفوظ رہے۔

۲- شرح غریب، یعنی اگر کوئی کم استعمال ہونے والا لفظ ہو اور شاگرد اس کا معنی نہ سمجھتے ہوں تو لغت و اصطلاح کے اعتبار سے اس لفظ کی وضاحت کر دے۔

۳- کشف مغلق، یعنی اگر عبارت میں کوئی مشکل ترکیب یا مشکل صیغہ ہو جو شاگردوں کے ذہن پر بار ہو تو ایسی

ترکیب اور صیغہ کو علم نحو صرف کے مطابق حل کر دے۔

۴-: تصویر مسئلہ، یعنی اگر عبارت میں کسی قاعدہ کلیہ کا بیان ہو جو شاگردوں کے ذہن نشین نہ ہو رہا ہو تو اس کو واضح عبارت سے بیان کرے اور مثالوں سے سمجھائے؛ تاکہ شاگردوں کے ذہن نشین ہو جائے۔

۵-: تقریب دلائل، یعنی اگر صاحب کتاب نے کسی مسئلہ پر کوئی دلیل قائم کی ہے تو اس دلیل کے مقدمات مخفیہ کو اس طرح بیان کرے کہ بعض مقدمات کو بعض سے ملانے پر یا بعض مقدمات کے بعض دیگر مقدمات میں مندرج ہونے سے مدعا ثابت ہو جائے۔ اس کے بعد مقدمات بدیہیہ کی طرف رجوع کرے، تاکہ کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

۶-: تحقیق تعریفات بہ بیان فوائد قیود، یعنی اصطلاحات کی تعریف میں تحقیق سے کام لے اور تعریف میں موجود قیودات کے فوائد بیان کرے۔

تتمہ: حد جامع مانع اور غیر مستدرک کی تفصیلی تقسیم اور طریق انتزاع بھی اسی (تحقیق تعریفات) کے قبیل سے ہے۔
۷-: فوائد قیود کے ساتھ قواعد کلیہ بیان کرے اور تقسیم و مثال کی تفصیل اور اس میں سے قاعدے کی وجہ انتزاع اس طرح بیان کرے جو غیر مستدرک اور جامع و مانع ہو۔

۸-: تقسیمات میں وجہ حصر کی وضاحت کرے خواہ وہ حصر استقرائی ہو یا عقلی اور یہ وضاحت ایسی طرح ہو کہ حصر بالکل واضح ہو جائے۔ اسی طرح فصول و قواعد میں تقدیم و تاخیر کی وجہ بیان کرے۔

۹-: تفریق ملتبسین یعنی جو دو اقسام بادی النظر میں ایک دوسرے سے ملتبس ہو رہی ہوں، یا جو دو مذہب بادی النظر میں مشتبہ ہو رہے ہوں، ان کے درمیان فرق کی روشنی تقریر کرے (تاکہ دونوں کا باہمی التباس و استنباط دور ہو جائے)۔

۱۰-: تطبیق مختلفین، یعنی اگر کسی مصنف کی عبارت میں دو جگہ اختلاف ہو جائے، اس اختلاف کو دور کرے، خواہ دونوں عبارت کا اختلاف دلالت مطابقی کی صورت ہو یا ایک میں دلالت مطابقی ہو اور دوسری جگہ دلالت تقضی یا التزائی ہو۔

۱۱-: دفع اشتہات ظاہر الورد یعنی ظاہری طور پر وارد ہونے والے شبہات کو دور کرنا، مثلاً: تعریفات میں جو چیزیں ممنوع ہیں (ان میں سے کوئی چیز موجود معلوم ہو رہی ہو تو اس شبہ کو دور کرنا کہ یہ ممنوع چیز جو بظاہر موجود نظر آرہی ہے حقیقت میں ایسا نہیں) جیسا کہ استدراک، تعریف اشی بلا خفی، عدم جمع مضع یا جو چیز دلائل میں ممنوع ہے، جیسے: جزیت کبریٰ، یا مخالف مصنف کوئی ایسا کلام پیش کرے جو بادی الزامی میں شاگرداں کی نظر میں کھٹکتا ہو یا مناظرے میں قواعد مناظرہ کی رعایت محسوس نہ ہوتی ہو؛ اس قسم کا کوئی اشکال وارد نہ ہو تو دور کرے۔

۱۲-: کوئی حوالہ ذکر کیا ہو تو حوالے والی اصل جگہ یا اصل مسئلہ بتانا، ”فی نظر“ کہا ہو تو اس ”نظر“ کی وضاحت کرنا، کسی مقدر عبارت کی طرف اشارہ ہو تو اس کی وضاحت کرے۔

۱۳-: اگر شاگردوں کی زبان، کتاب کی عبارت کے مخالف ہو تو شاگردوں کی زبان میں عبارت کتاب کا ترجمہ

کرنا (مثلاً عربی کتاب کا اردو خواں طلبہ کے سامنے اردو میں ترجمہ کرے)۔

۱۴:- مختلف توجیہات کی تنقیح کرے اور ان میں اصوب توجیہ کی نشاندہی کرے، مثلاً: اگر کسی امر میں مدرسین و شارح کی آراء میں اختلاف ہو، ایک جماعت ”شرح غریب“ کا طرز اپنائے، دوسری جماعت کوئی دوسرا طرز اور توجیہات میں نزاع و اختلاف پیدا ہو جائے تو اسٹاذ کا کام یہ ہے کہ وہ پہلے ان توجیہات کی تنقیح کرے پھر ان میں سب سے بہتر کی تعیین کرے یہی معاملہ مشکل الفاظ کے ضبط اور مشکل لغات و تراکیب کے حل وغیرہ میں اختیار کرنا چاہیے۔

۱۵:- سہولت تقریر، یعنی ان بارہ باتوں کو ایسی واضح و مختصر عبارت سے بیان کرے جو سہل الحصول اور آسانی ذہن نشین ہونے والی ہو اور اسی کا حصہ یہ بات بھی ہے کہ اسٹاذ اپنی تقریر کو مصنف کی عبارت کے ساتھ اس طرح جوڑ دے جس سے دونوں متصل (اور ایک ہی شے معلوم ہوں) جب (صاحب تدریس و تحقیق) ان پندرہ صفات کا حق ادا کرے گا تب تدریس اور تشریح کتب میں کامل ہوگا۔

مشفق اسٹاذ کو چاہیے کہ اپنے شاگردوں کو ان امور پر بھی مطلع کرے۔

اول: ان (مذکورہ بالا امور) پر اجمالی طور سے مطلع کر دے۔

دوم: جب شروحات میں ایسے امور سامنے آئیں تو انھیں متنبہ کرتا جائے کہ اس جگہ شارح کی غرض فلاں بات تھی اور یہاں یہ نیا لکتے ہیں۔

سوم: اسٹاذ شاگردوں کو تاکید کرے کہ وہ مطالعہ کتب میں ان امور کو پیش نظر رکھیں اور انہی میدانوں کو اپنی فکر کی جولان گاہ بنائیں۔

چہارم: شاگرد کے مطالعے کو خود سنے، اگر کہیں وہ غلطی کرے تو اس پر متنبہ کرے، جس سے اس کو اپنی غلطی سمجھ میں آجائے (تا کہ آئندہ بچ سکے) اور اس غلطی کی مثل دیگر چیزوں پر بھی احتیاطاً متنبہ کر دے۔

پنجم: کسی کتاب کا حاشیہ یا شرح لکھوائے اور اس کی غلیٹ کا امتحان لے تا کہ حق تربیت کمال کو پہنچے۔

جاننا چاہیے کہ یہ ”دانشندی“ معقول و منقول اور علوم برہانیہ و خطابیہ سب میں جاری ہے (اور مفید ہے) کتب منقول میں ”تحقیق عبارت“ اور کتب معقول میں ”تحقیق مسئلہ“ کی ضرورت کثرت سے پیش آتی ہے اور علوم برہانیہ میں ایک واسطہ یا وسائط کثیرہ سے مقدمات بدہیہ یا طریق برہان سے رجوع کرنا پڑتا ہے اور علوم خطابیہ میں طریق ظن سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ تقریر ہے فن دانشندی کی، جسے میں نے اپنے اساتذہ سے حاصل کیا ہے۔

☆.....☆.....☆